

مضمون	:	القرآن الحکیم
سطح	:	بی اے (الشہادۃ العالیہ)
کوڈ	:	472
مشق	:	03
سمسٹر	:	بہار 2025ء

سوال نمبر 1۔ سورہ آل عمران کے دوسرے رکوع کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔
جواب۔

سورہ آل عمران کا تعارف

سورہ آل عمران قرآن مجید کی تیسری سورہ ہے، جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس سورہ کا نام "آل عمران" اس کے ابتدائی آیات میں ذکر کردہ حضرت عمران کی بابت ہے، جو مریم علیہا السلام کے والد تھے۔ اس سورہ کی چند آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی موجود ہے۔ یہ سورہ مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط بنانے، ان کے دلوں میں یقین پیدا کرنے، اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ تعلیمات کی روشنی میں زندگی گزارنے کی ہدایت کرنے کے لئے نازل ہوئی۔ سورہ آل عمران کا دوسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم ہدایات اور اصولوں کا ذکر کیا ہے جو کہ مسلمانوں کے لیے ایمان، عمل، اور متحدہ رہنے کے حوالے سے بہت اہم ہیں۔ اس رکوع میں ایمان کے تقاضے، اللہ کی قدرت، اور اس کی رحمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ رکوع حسن عمل کی ضرورت، مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی اہمیت، اور حقیقی ایمان کے بارے میں تعلیم دیتا ہے۔

ایمان کی پہچان

اس رکوع کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی اہمیت اور اس کی پہچان کی وضاحت کی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ مومن وہ ہیں جو اللہ کی کتابوں، اس کے رسولوں، اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ ایمان کا جوہر ہے جو انسان کو اللہ کے قریب کرتا ہے۔ یہ آیات ہمیں اس بات کا احساس دلاتی ہیں کہ ایمان صرف زبان سے کہنے کی بات نہیں، بلکہ دل کی گہرائیوں سے یقین کرنے کی چیز ہے۔ ایمان کی یہ تعریف ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اللہ پر حقیقی یقین رکھنا ضروری ہے، اور اس کے احکامات کی پیروی کرنا بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ مخلص کے ساتھ ایمان لانے والے افراد اللہ کے نزدیک مقبول ہوتے ہیں اور ان کے لیے بڑا اجر ہے۔ اس بیان میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ایمان کی حقیقت کیا ہے اور اس کے تقاضے کیا ہیں۔

اللہ کی کتابوں کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو بتلایا کہ انہیں اپنی کتابوں پر ایمان لانا چاہئے۔ یہ کتابیں دراصل ان ہدایتوں کا مجموعہ ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کو صحیح راستے پر چلانے کے لیے نازل کیں۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق، اللہ کی فی کما میں نازل کی گئیں، جن میں تورات، انجیل اور قرآن شامل ہیں۔ اللہ کی کتابوں کا ایمان لانا اس بات کی علامت ہے کہ ہم اللہ کی مکمل ہدایت اور قانونی نفاذ کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہمیں ان کتابوں میں دی گئی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی چاہئے۔ اس رکوع میں یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ اللہ کی کتابوں کا انکار کرنے والا، حقیقت میں اپنے ایمان کا انکار کر رہا ہے، جو کہ ایک خطرناک عمل ہے۔

رسولوں کا احترام

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔ قرآن مجید میں مختلف پیغمبروں کا ذکر کیا گیا ہے، اور ہر ایک اپنے دور کے لوگوں کے لیے ہدایت لے کر آیا۔ آگے چل کر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایمان کا ایک بنیادی تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم اللہ کے تمام پیغمبروں کے ساتھ سچائی کا برتاؤ کریں اور ان کا احترام کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ باقی پیغمبروں کی بھی عزت کرنی چاہئے۔ ہمارے ماضی کے پیغمبروں کو جاننے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہم اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ یہ ہمارے ایمان کی مضبوطی میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور ہمیں اسلامی فلسفے کی گہرائی تک لے جاسکتا ہے۔

قیامت کے دن کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے بارے میں ذکر کیا ہے، جس کا ایمان ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ یہ دن انصاف اور حق کا دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ ہر

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

انسان کے اعمال کا حساب لے گا۔ قیامت کے دن کے شعور سے ہمیں اپنے اعمال پر نظر رکھنی چاہئے، تاکہ ہم اپنے رب کی رضا حاصل کر سکیں۔ یہ بیان ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے، اور حقیقی کامیابی اس دن کی تیاری میں مضمر ہے۔ روز قیامت میں جو کچھ ہوگا، اس کا اثر ہماری دنیاوی زندگی پر بھی پڑتا ہے۔ اس بات کو سمجھ کر ہم اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طور پر نبھاسکتے ہیں۔

اتحاد و اتفاق کی ضرورت

اس رکوع کے ایک اور اہم پہلو میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک مومن کی حیثیت سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت، بھائی چارہ، اور صلح کی بنیاد رکھی جائے۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ مسلمان آپس میں ایک جسم کی طرح ہیں، اگر ایک حصہ متاثر ہو تو پورا جسم متاثر ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا اتحاد دنیا میں طاقت و قوت کا مظہر ہوتا ہے۔ جب ہم اپنے پیروکاروں میں اتحاد قائم کرتے ہیں تو ہم طاقتور ہو جاتے ہیں اور اللہ کی نصرت پاتے ہیں۔ یہ اتحاد ہمیں دنیا کی مشکلات کا سامنا کرنے کی طاقت دیتا ہے۔ جب مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور شفقت رکھتے ہیں تو ان کی طاقت دوگنی ہو جاتی ہے۔

مشکلات کا سامنا

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی وضاحت کی ہے کہ ان کے بندوں کو مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مشکلات میں سرگودھتے ہیں تو انہیں صبر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ زندگی کا کوئی بھی حصہ آسان نہیں ہوتا، اور ہمیں مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے اللہ کی مدد پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ مشکلات کا سامنا ہم کو عقلی طور پر مضبوط بناتا ہے، اور صبر ہمیں اللہ کی عظیم طاقت سے جوڑتا ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری طاقت کو جانتا ہے اور ہمیں اس کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ صبر کا درس زندگی کے ہر پہلو میں فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

اللہ کی رحمت

اس رکوع میں اللہ کی رحمت کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے بے حد رحمت اور مغفرت کا حامل ہے۔ جب کوئی مومن اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ کی رحمت کے بارے میں سوچنا ہمیں اطمینان اور سکون عطا کرتا ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے بندوں سے روگردانی نہیں کرتا، بلکہ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

ایمان کی بنیاد

سورہ آل عمران کے اس رکوع میں ایمان کی بنیاد کو سمجھنا ضروری ہے۔ ایمان کا مقصد اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنا ہے۔ یہ تعلق نہ صرف نماز اور عبادات میں، بلکہ ہر عمل میں کرنا چاہئے۔ ایمان کی بنیاد میں اخلاص، توکل، اور اعتقادات شامل ہوتی ہے۔ جب ہم اپنی زندگی میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھتے ہیں تو یہ ایمان کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ یہ ہمیں صحیح راستے پر رہنے کی ترغیب دیتا ہے اور ہمیں اللہ کے راستے میں ٹھوس قدم اٹھانے کی قوت دیتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے ایمان کی بنیادوں کو مضبوط کریں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر سکے۔

علم کا حصول

علم کا حصول بھی اس رکوع میں ایک اہم پہلو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم دینے کی بات کی ہے، اور ہمیں چاہئے کہ ہم علم حاصل کریں تاکہ ہم اپنے ایمان کو مزید مضبوط کر سکیں۔ علم کی روشنی میں ہی ہم اللہ کے راستے پر چل سکتے ہیں۔ علم کی طلب ہمیں ایک بہتر اور باخبر مسلمان بناتی ہے۔ یہ ہمیں سمجھاتا ہے کہ ہم کس طرح اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق بنا سکتے ہیں۔ علم کا حصول ہمارے اعمال میں بہتری لاتا ہے اور ہمیں صحیح فیصلے کرنے کی قابلیت عطا کرتا ہے۔

خوف اور تقویٰ

اس رکوع میں اللہ کا خوف اور تقویٰ کا سبق بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مومنوں کو اپنے رب کی عظمت کا خوف رکھنا چاہئے اور اس کی نافرمانی سے بچنا چاہئے۔ یہ خوف مومن کی زندگی میں بہتری کی بنیاد بنتا ہے۔ تقویٰ ہمیں اللہ کی طرف بڑھنے اور اس کے احکامات کی پیروی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ ہمیں گناہوں سے بچاتا ہے اور روحانی قوت فراہم کرتا ہے۔ جب ہم اپنی زندگیوں میں تقویٰ کو شامل کرتے ہیں تو ہم بھلائی کی طرف بڑھتے ہیں اور اللہ کی رضا حاصل کرتے ہیں۔

پرہیزگاری کی تعلیم

اللہ تعالیٰ نے اس رکوع میں پرہیزگاری کی تعلیم بھی دی ہے۔ پرہیزگاری کا مطلب ہے اللہ کی نافرمانیوں سے بچنا اور اس کی رضا کے حصول کی کوشش کرنا۔ یہ اللہ کے نزدیک مومن کی اہم ترین خصوصیت ہے۔ پرہیزگاری کا سبق ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کی ہر چیز میں اللہ کو ساتھ رکھیں۔ یہ ہمیں سچائی، انصاف، اور صداقت کی راہ پر گامزن کرتا ہے، جو کہ مسلمان کی شان ہوتی ہے۔ یہ پرہیزگاری ہمیں اپنے آپ کو سنبھالنے کی تربیت دیتی ہے اور ہماری زندگی میں روشنائی پیدا کرتی ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

دعا کا اثر: سورہ آل عمران کے اس رکوع میں دعا کا ذکر بھی اہمیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دعا کا عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔ دعا دراصل اللہ تعالیٰ سے طلب کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور مومن کے دل کی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ دعا کرنے سے ہم اپنے دل کو اللہ کی طرف مائل کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں۔ یہ ہمیں سکون اور اعتماد فراہم کرتی ہے۔ دعا ہی دراصل اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے، اور یہ ہمیں ذہنی سکون عطا کرتی ہے۔

عملی اقدامات

اس رکوع کا ایک اہم پہلو عملی اقدامات کا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ ایمان کو عملی شکل دینا ضروری ہے۔ صرف زبانی دعوے کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہمیں اپنے اعمال کے ذریعے ایمان کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ عملی اقدامات کی وجہ سے ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ہم اپنی زندگی میں اللہ کی رحمت کو محسوس کرتے ہیں۔ جب ہم اپنے ایمان کو عملی شکل دے دیتے ہیں تو اس کے اثرات ہماری زندگیوں میں نمایاں ہوتے ہیں۔ یہ ہمیں اللہ کی جانب اور مستحکم کرتا ہے۔

مسلمانوں کی ذمہ داریاں

اس رکوع میں مسلمانوں کی ذمہ داریوں کا بھی ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ یہ اجتماعی ذمہ داری ہمیں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے متحرک کرتی ہے۔ مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا ایک بہتر معاشرتی نظام کے قیام کی طرف بڑھتا ہے۔ جب ہم اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہیں تو ہم اللہ کی راہ میں خوشی حاصل کرتے ہیں۔ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیتا ہے اور ہمارے معاشرہ میں صحیح اخلاقیات کو فروغ دیتا ہے۔

درست نیت کا احاطہ

اس رکوع میں درست نیت کا بھی ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیت کی درستگی ایمان کا ایک اہم حصہ ہے۔ جب ہماری نیت صحیح ہوگی تو ہمارے اعمال بھی صحیح ہوں گے۔ یہ اللہ کی نظر میں ہماری اہمیت کا تعین کرتا ہے۔ نیت کی درستگی ہمیں اپنے معاملات میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھنے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہ ہمیں روحانی ترقی کے راستے پر گامزن کرتی ہے اور ہمیں اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھانے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

پیغام عمل

آل عمران کے دوسرے رکوع میں موجود آیات ہمیں ایک پیغام دیتی ہیں کہ ہمیں ایمان کی بنیادیں مضبوط کرنی چاہئیں اور اپنے اعمال کو اللہ کی رضا کے لئے درست رکھنا چاہئے۔ یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ دین کا علم حاصل کرنا، اپنے ایمان کو مضبوط کرنا، اور عزم و ہمت کے ساتھ زندگی گزارنا ہی ہماری کامیابی کی کنجی ہے۔ یہ ہمیں مسلمان کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتی ہیں اور ہمیں اس بات کی دعا کرنے کی ترغیب دیتی ہیں کہ اللہ ہم سب کو صحیح رہنمائی عطا فرمائے تاکہ ہم اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور اسلامی معاشرت کی بنیادیں مضبوط کریں۔ یہ پیغام ہمیں باہمی محبت اور اتحاد کی اہمیت کے بارے میں بھی آگاہ کرتا ہے، تاکہ ہم اپنے معاشرے کو یکجہتی کی راہ پر لے جاسکیں۔ سورہ آل عمران کا دوسرا رکوع روحانی رہنمائی کا ایک خزانہ ہے جو اللہ کے بندوں کو ایمان، علم، عمل، اور اتحاد کی اہمیت کا بیانیہ پیش کرتا ہے۔ یہ آیات ہمیں اللہ کی رحمت و مغفرت کا پیغام دیتی ہیں اور اس بات کی یاد دہانی کراتی ہیں کہ ہمیں ہمیشہ اپنی ذاتی کمزوریوں کا ادراک کرتے ہوئے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس رکوع میں ہمیں اپنی زندگی میں حقیقی مقاصد کو گھیرنے اور اللہ کی رضا طلب کرنے کا شعور دیا گیا ہے۔ یہ بات ہمیں سکھاتی ہے کہ ہماری کامیابی صرف دنیاوی چیزوں میں نہیں بلکہ اللہ کے دیے ہوئے اصول و قواعد پر عمل کرنے میں ہے۔ یہ آیات ہمارے روحانی سفر کا ایک اہم حصہ ہیں، اور ہمیں ان کی روشنی میں اپنی زندگی کے ہر پہلو کو سنوارنا چاہئے۔

سوال نمبر 2- سورہ آل عمران کے رکوع نمبر ۴ اور ۵ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے، یہ واقعہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب

سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۵۲ تا ۸۱ کا باعبارہ ترجمہ:

جب عیسیٰ نے اُن کی طرف سے نافرمانی (اور نیت قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو اللہ کا طرفدار اور میرا مددگار ہو؟ حواری بولے کہ ہم اللہ کے (طرفدار اور آپ کے) مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرما جو فرما رہے ہیں۔ ۵۲۔ اے اللہ جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے ہم اُس پر ایمان لائے

اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے، تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ۔ ۵۳۔ اور وہ (یعنی یہود قتل عیسیٰ کے بارے میں ایک) چال چلے اور اللہ بھی (عیسیٰ کو بچانے کیلئے)

(چال چلا اور اللہ خوب چال چلنے والا ہے۔ ۵۴۔ اس وقت اللہ نے فرمایا کہ عیسیٰ میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اُٹھالوں گا اور تمہیں کافروں (کی صحبت) سے پاک کر دوں گا اور جو لوگ تمہاری پیروی کریں گے اُن کو کافروں پر قیامت تک فائق (وغالب) رکھوں گا۔ پھر تم سب میرے پاس لوٹ کر

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اپنی یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، بکس پیپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دیکھیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم ایف تک تمام کلام کی داخلوں سے بیروزگاری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

آؤ گے تو جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے اس دن تم میں اُن کا فیصلہ کر دوں گا۔ ۵۵۔ یعنی جو کافر ہوئے اُن کو دنیا اور آخرت (دونوں) میں سخت عذاب دوں گا اور

اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ ۵۶۔ اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اُن کو اللہ پورا پورا صلہ دے گا اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ ۵۷۔ (اے محمد ﷺ) یہ ہم

تم کو (اللہ کی) آیتیں اور حکمت بھری نصیحتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ ۵۸۔ عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اُس نے (پہلے) مٹی سے اُن کا قالب بنایا پھر

فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے۔ ۵۹۔ (یہ بات) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے سو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔ ۶۰۔ پھر اگر یہ لوگ

عیسیٰ کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت حال تو معلوم ہو ہی چلی ہے تو اُن سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں، تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو

لاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ، پھر دونوں فریق (اللہ سے) دعا والتجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔ ۶۱۔ یہ تمام بیانات صحیح ہیں اور اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں اور بیشک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ ۶۲۔ تو اگر یہ لوگ پھر جائیں تو اللہ مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ ۶۳۔ کہہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور

تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اُس کی طرف آؤ، وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اُس کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی

کسی کو اللہ کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر یہ لوگ (اس بات کو) نہ مانیں تو (اُن سے) کہہ دو کہ تم گواہ رہو، ہم (اللہ کے) فرمانبردار ہیں۔ ۶۴۔ اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل اُن کے بعد اُتری ہیں (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ ۶۵۔ دیکھو ایسی بات

میں تو تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم تھا مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تم کو کچھ بھی علم نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ۶۶۔ ابراہیم نہ تو

یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک (اللہ) کے ہورہے تھے اور اُسی کے فرمانبردار تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ ۶۷۔ ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو

وہ لوگ ہیں جو اُن کی پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر (آخرا الزماں) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ مومنوں کا کارساز ہے۔ ۶۸۔ (اے اہل اسلام) بعض اہل کتاب اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ تم کو گمراہ کر دیں مگر یہ (تم کو کیا گمراہ کریں گے) اپنے آپ کو ہی گمراہ کر رہے ہیں اور نہیں جانتے۔ ۶۹۔ اے اہل کتاب تم

اللہ کی آیتوں سے کیوں انکار کرتے ہو اور تم (تورات کو) مانتے تو ہو۔ اے اہل کتاب تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط کیوں کرتے ہو اور حق کو کیوں چھپاتے

ہو اور تم جانتے بھی ہو۔ ۷۰۔ اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اُس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اُس کے

آخر میں انکار کر دیا کرو تا کہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں۔ ۷۱۔ اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا (اے پیغمبر) کہہ دو کہ ہدایت تو اللہ ہی کی

ہدایت ہے (وہ یہ بھی کہتے ہیں) یہ بھی (نہ ماننا) کہ جو چیز تم کو ملی ہے ویسی کسی اور کو ملے گی یا وہ تمہیں اللہ کے روبرو قائل معقول کر سکیں گے۔ یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی

اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا (اور) علم والا ہے۔ ۷۲۔ وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا

مالک ہے۔ ۷۳۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اُس کے پاس (روپوں کا) ڈھیر رکھ دو تو تم کو (فورا) واپس دے دے اور کوئی اس طرح کا ہے کہ اگر اُس کے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام پی اے بی کام، بی اے، بی ایس، ایم اے ایم ایف ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے کئیڈی کے نمبرز پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، بکس پیپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایف تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

اس ایک دینار بھی امانت رکھو تو جب تک اُس کے سر پر ہر وقت کھڑے نہ رہو تمہیں دے ہی نہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ امیوں کے بارے میں ہم سے مواخذہ

نہیں ہوگا، یہ اللہ پر محض جھوٹ بولتے ہیں اور (اس بات کو) جانتے بھی ہیں۔ ۷۵۔ ہاں جو شخص اپنے اقرار کو پورا کرے اور (اللہ سے) ڈرے تو اللہ ڈرنے والوں کو

دوست رکھتا ہے۔ ۷۶۔ جو لوگ اللہ کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو سچ ڈالتے ہیں اور اُن) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں اُن کا آخرت میں کچھ حصہ

نہیں، اُن سے اللہ نہ کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کو دردناک والا عذاب ہوگا۔ ۷۷۔ اور ان (اہل کتاب)

میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور

کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اور (یہ بات) جانتے بھی ہیں۔ ۷۸۔ کسی آدمی کو

شایاں نہیں کہ اللہ تو اُسے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ (اُس کو یہ کہنا سزاوار ہے کہ اے اہل

کتاب) تم (علمائے) ربانی ہو جاؤ کیونکہ تم کتاب (اللہ) پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو۔ ۷۹۔ اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو رب بنا لو۔ بھلا

جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اُسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے۔ ۸۰۔ اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اُس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا

تم نے اقرار کیا اور اُس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ظلم نہیں ٹھہرایا انہوں نے کہا) ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور

میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ ۸۱۔ تشریح:

یعنی ایسی گہری سازش اور مشکوک حرکتیں جو کفر یعنی حضرت مسیح کی رسالت کے انکار پر مبنی تھیں۔ بہت سے نبیوں نے اپنی قوم کے ہاتھوں تک آ کر ظاہری اسباب کے

مطابق اپنی قوم کے باشعور لوگوں سے مدد طلب کی ہے۔ جس طرح خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابتداء میں جب قریش آپ کی دعوت کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے تو آپ موسم حج میں لوگوں کو اپنا ساٹھی اور مددگار بننے پر آمادہ کرتے تھے تاکہ آپ رب کا کلام لوگوں تک پہنچا سکیں جس پر انصار نے لبیک کہا اور نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے قبل ہجرت مدد کی۔ اس طرح یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مدد طلب فرمائی یہ وہ مدد نہیں ہے جو مافوق اسباب طریقے سے طلب کی جاتی ہے

کیونکہ وہ تو شرک ہے اور ہر نبی شرک کے سد باب ہی کے لئے آتا رہا ہے پھر وہ خود شرک کا ارتکاب کس طرح کر سکتے تھے۔ لیکن قبر پرستوں کی غلط روش قابل ماتم ہے کہ

وہ فوت شدہ اشخاص سے مدد مانگنے کے جواز کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول من انصاری الی اللہ سے استدلال کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے (آمین)

حواریوں حواری کی جمع ہے بمعنی انصار (مددگار) جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر نبی کا کوئی مددگار خاص ہوتا ہے اور میرا مددگار زبیر ہے۔ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے زمانے میں شام کا علاقہ رومیوں کے زیر نگین تھا یہاں ان کا جو حکمران مقرر تھا وہ کافر تھا یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف اس حکمران کے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک ایف اے آئی کام پی اے بی کام، بی ایڈ، بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی امتحانی مشقوں کے لیے کیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، بکس پیپر زفری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دیکھیں۔

کان بھرے کہ یہ نعوذ باللہ بے باپ کے اور فساد ہی ہے وغیرہ حکمران نے ان کے مطالبے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کا فیصلہ کر لیا لیکن اللہ نے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کو بحفاظت آسمان پر اٹھالیا اور ان کی جگہ ان کے ہم شکل ایک آدمی کو سولی دے دی (مکر) عربی زبان میں لطیف اور خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں اور اس معنی میں

یہاں اللہ تعالیٰ (خیر الما کرین) کہا گیا گویا یہ مکر (برا) بھی ہو سکتا ہے اگر غلط مقصد کے لئے ہو اور خیر (اچھا) بھی ہو سکتا ہے اگر اچھے مقصد کے لئے ہو۔ انسان کی موت پر جو وفات کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس لئے کہ اس کے جسمانی اختیارات مکمل طور پر سلب کر لئے جاتے ہیں اس اعتبار سے موت اس کے معنی کی مختلف

صورتوں میں سے محض ایک صورت ہے۔ نیند میں بھی چونکہ انسانی اختیارات عارضی طور پر معطل کر دیئے جاتے ہیں اس لئے نیند پر بھی قرآن نے وفات کے لفظ کا

اطلاق کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس کے حقیقی اور اصل معنی پورا پورا لینے کے ہی ہیں۔ یعنی اے عیسیٰ تجھے میں یہودیوں کی سازش سے بچا کر پورا پورا اپنی طرف آسمانوں پر اٹھالوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر جب دوبارہ دنیا میں نزول ہوگا تو اس وقت موت سے ہمکنار کروں گا۔ یعنی یہودیوں کے ہاتھوں تیرا قتل نہیں ہوگا بلکہ

تجھے طبعی موت ہی آئے گی۔ (فتح القدیر) اس سے مراد ان الزامات سے پاکیزگی ہے جن سے یہودی آپ کو متہم کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے آپ کی صفائی دنیا میں پیش کر دی جائے گی۔

اس سے مراد یا تو نصاریٰ کا دنیاوی غلبہ ہے جو یہودیوں پر قیامت تک رہے گا گو وہ اپنے غلط عقائد کی وجہ سے نجات اخروی سے محروم ہی رہیں گے یا امت محمدیہ کے

افراد کا غلبہ ہے جو درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء کی تصدیق کرتے اور ان کے صحیح دین کی پیروی کرتے ہیں۔ مباہلہ کے معنی ہیں دو فریق کا ایک

دوسرے پر لعنت یعنی بددعا کرنا مطلب یہ ہے کہ جب دو فریقین میں کسی معاملے کے حق یا باطل ہونے میں اختلاف ہو اور دلائل سے وہ ختم ہوتا نظر نہ آتا ہو تو دونوں

بارگاہ الہی میں یہ دعا کریں کہ یا اللہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اس پر لعنت فرما اس کا مختصر یہ منظر یہ ہے کہ نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو وہ غلو اور عقائد رکھتے تھے اس پر مناظرہ کرنے لگا۔ بالآخر یہ آیت نازل ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے انہیں مباہلہ کی دعوت دی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن، حسین رضی اللہ عنہم کو بھی ساتھ لیا اور عیسائیوں سے کہا کہ تم بھی اپنے اہل

وعیال کو بلا لو اور پھر مل کر جھوٹے پر لعنت کی بددعا کریں۔ عیسائیوں نے باہم مشورے کے بعد مباہلہ کرنے سے گریز کیا اور پیش کش کی کہ آپ ہم سے جو چاہتے ہیں ہم

دینے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر جزیہ مقرر فرمایا جس کی وصولی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو

جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امین امت کا خطاب عنایت فرمایا تھا ان کے ساتھ بھیجا (تفسیر ابن کثیر وفتح القدیر وغیرہ) اس سے اگلی آیت میں اہل کتاب کو دعوت

توحید دی جا رہی ہے۔ کسی بت نہ صلیب کو نہ آگ اور نہ کسی چیز کو بلکہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں جیسا کہ تمام انبیاء کی دعوت رہی ہے۔ یہ ایک تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم نے

حضرت مسیح اور حضرت عزیر علیہ السلام کی ربوبیت (رب ہونے) کا جو عقیدہ کھڑا کر رکھا ہے یہ غلط ہے وہ رب نہیں ہیں انسان ہیں دوسرا اس بات کی طرف اشارہ ہے تم

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک سے ایم اے ایم ایس سی ایم فل ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقیں کے لیے کئی کے نمبرز پر رابطہ کریں

ہے اپنے احبار و رہبان کو حلال یا حرام کرنے کا جو اختیار دے رکھا ہے یہ بھی ان کو رب بنانا ہے حلال اور حرام کا اختیار صرف اللہ ہی کو ہے (ابن کثیر و فتح القدیر) صحیح بخاری میں ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قل شاہ روم کو مکتوب تحریر فرمایا اور اس میں اسے اس آیت کے حوالے سے قبول

اسلام کی دعوت دی اسے کہا تو مسلمان ہو جائے گا تو تجھے دو ہزار اجر ملے گا ورنہ ساری رعایا کا گناہ تجھ پر ہوگا اسلام قبول کر لے سلامتی میں رہے گا کیونکہ رعایا کا عدم قبول

اسلام کا سبب تو ہی ہوگا۔

اس آیت مذکورہ میں تین نکات

1۔ صرف اللہ کی عبادت کرنا۔ 2۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ 3۔ اور کسی کو شریعت سازی کا خدائی مقام نہ دینا۔

لہذا اس امت کے شیرازہ کو جمع کرنے کے لئے بھی ان تینوں نکات اور اس کلمہ سوا کو بدرجہ اولیٰ اساس و بنیاد بنانا چاہیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں

جھگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ یہودی اور عیسائی دونوں دعویٰ کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر تھے حالانکہ تورات جس پر یہودی ایمان رکھتے تھے اور

انجیل جسے عیسائی مانتے تھے دونوں حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام کے سینکڑوں برس بعد نازل ہوئیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا عیسائی کس طرح ہو سکتے

ہیں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان دو ہزار سال کا فاصلہ تھا (قرطبی) تمہارے علم اور دیانت کا تو یہ حال ہے کہ جن چیزوں کا تمہیں علم ہے۔ یعنی اپنے دین اور اپنی کتاب کا اس کی بابت تمہارے جھگڑے بے اصل بھی ہیں اور بے عقلی کا مظہر بھی تو پھر تم اس بات پر کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہے سے علم ہی نہیں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان اور ان کی ملت حنفیہ کے بارے میں جس کی

اساس تو حید و اخلاص پر ہے۔ خالص مسلمان۔ یعنی شرک سے بچنا اور صرف خدا کے پرستار۔ اسی لئے قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملت ابراہیمی کا اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے علاوہ ازیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہر نبی کے نبیوں میں سے دوست ہوتے ہیں، میرے ولی (دوست) ان میں سے میرے باپ اور میرے رب کے خلیل (ابراہیم علیہ السلام) ہیں۔ یہ یہودیوں کے اس حسد و بغض کی وضاحت ہے جو اہل ایمان سے رکھتے تھے

اور اسی عناد کی وجہ سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس طرح یہ خود ہی بے شعوری میں اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں۔ قائل ہونے کا مطلب ہے کہ تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت کا علم ہے۔ اس میں یہودیوں کے دو بڑے جرائم کی نشان دہی کر کے انہیں ان سے باز

رہنے کی تلقین کی جا رہی ہے پہلا جرم حق و باطل اور سچ اور جھوٹ کو خلط ملط کرنا تاکہ لوگوں پر حق اور باطل واضح نہ ہو سکے دوسرا حق چھپانا۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے جو اوصاف تورات میں لکھے ہوئے تھے انہیں لوگوں سے چھپانا تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کم از کم اس اعتبار سے نمایاں نہ ہو سکے اور یہ دونوں جرم جان

بوجھ کر کرتے تھے۔ جس سے ان کی بدبختی دو چند ہو گئی تھی۔ ان کے جرائم کی نشان دہی سورۃ بقرہ میں بھی کی گئی ہے۔ اہل کتاب کے لفظ کو بعض مفسرین نے عام رکھا ہے

جس میں یہود و نصاریٰ دونوں شامل ہیں۔ یعنی دونوں کو ان جرائم مذکورہ سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد صرف وہ قبائل یہود ہیں جو

مدینے میں رہائش پذیر تھے۔ بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ زیادہ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں کا براہ راست انہی سے معاملہ تھا اور یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔

یہ یہودیوں کے ایک اور کمزور ذکر ہے۔ جس سے وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے تھے کہ انہوں نے باہم طے کیا کہ صبح کو مسلمان ہو جائیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں بھی اپنے اسلام کے بارے میں شک پیدا ہو کہ یہ لوگ قبول اسلام کے بعد دوبارہ اپنے دین میں چلے گئے ہیں تو ممکن ہے کہ اسلام میں ایسے عیوب اور خامیاں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

ہوں

جوان کے علم میں آئی ہوں۔ یہ آپس میں انہوں نے ایک دوسرے کو کہا کہ تم ظاہری طور پر تو اسلام کا اظہار ضرور کرو لیکن اپنے ہم مذہب (یہود) کے سوا کسی اور کی بات

پر یقین مت رکھنا۔ یہ ایک جملہ معترضہ ہے جس کا ماقبل اور مابعد سے تعلق نہیں ہے صرف ان کے مکرو حیلہ کی اصل حقیقت اس سے واضح کرنا مقصود ہے کہ ان کے جملوں

سے کچھ نہ ہوگا کیونکہ ہدایت تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ جس کو ہدایت دے یا دینا چاہے، تمہارے حیلے اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ یہ بھی یہودیوں کا قول ہے

یعنی یہ بھی تسلیم مت کرو کہ جس طرح تمہارے اندر نبوت وغیرہ رہی ہے یہ کسی اور کو بھی مل سکتی ہے اور اس طرح یہودیت کے سوا کوئی اور دین بھی حق ہو سکتا ہے۔ اس آیت کے دو معنی بیان کئے جاتے ہیں ایک یہ یہود کے بڑے بڑے علماء جب اپنے شاگردوں کو یہ سکھاتے کہ دن چڑھتے ایمان لاؤ اور دن اترتے کفر کرو تاکہ جو

لوگ فی الواقع مسلمان ہیں وہ بھی متذبذب ہو کر مرتد ہو جائیں تو ان شاگردوں کو مزید یہ تاکید کرتے تھے کہ دیکھو صرف ظاہر مسلمان ہونا حقیقتاً اور واقعہً مسلمان نہ ہو

جانا بلکہ یہودی ہی رہنا اور یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ جیسا دین جیسی وحی و شریعت اور جیسا علم و فضل تمہیں دیا گیا ہے دیکھا ہی کسی اور کو بھی دیا جاسکتا ہے یا تمہارے بجائے کوئی اور

حق پر ہے جو تمہارے خلاف اللہ کے نزدیک حجت قائم ہو سکتا ہے اور تمہیں غلط ٹھہرا سکتا ہے اس معنی کی رو سے جملہ معترضہ کو چھوڑ کر عند کم تک کل یہود کا قول ہوگا دوسرے معنی یہ ہیں کہ اے یہودیو! تم حق کو ماننے اور منانے کی یہ ساری حرکتیں اور سازشیں اس لیے کر رہے ہو کہ ایک تمہیں اس بات کا غم اور جلن ہے کہ جیسا علم و فضل وحی و شریعت اور دین تمہیں دیا گیا تھا اب ویسا ہی علم و فضل اور دین کسی اور کو کیوں دے دیا گیا۔ دوسرا تمہیں یہ اندیشہ اور خطرہ بھی ہے کہ اگر حق کی یہ دعوت

پنپ گئی اور اس نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیں تو نہ صرف یہ کہ تمہیں دنیا میں جو جاہ و وقار حاصل ہے وہ جاتا رہے گا بلکہ تم نے جو حق چھپا رکھا ہے اس کا پردہ بھی فاش ہو جائے گا اور اس بنا پر یہ لوگ اللہ کے نزدیک بھی تمہارے خلاف حجت قائم کر بیٹھیں گے۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دین و شریعت اللہ کا فضل ہے اور یہ کسی میراث نہیں بلکہ وہ اپنا فضل جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اسے معلوم ہے کہ یہ فضل کس کو دینا چاہیے۔

(ان پڑھ۔ جاہل) سے مراد مشرکین عرب ہیں یہود کے بددیانت لوگ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ چونکہ مشرک ہیں اس لئے ان کا مال ہڑپ کر لینا جائز ہے اس میں کوئی گناہ نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اللہ تعالیٰ کس طرح کسی کا مال ہڑپ کر جانے کی اجازت دے سکتا ہے اور بعض تفسیری روایات میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ سن کر فرمایا کہ 'اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ کہا زائد جاہلیت کی تمام چیزیں میرے قدموں تلے ہیں سوائے امانت کے کہ وہ ہر صورت

میں ادا کی جائے گی چاہے وہ کسی نیکو کار کی ہو یا بدکار کی۔ (ابن کثیر و فتح القدیر) افسوس ہے کہ یہودی طرح آج بعض مسلمان بھی مشرکین کا مال ہڑپ کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ دار الحرب کا سودنا جائز ہے اور حربی کے مال کے لیے کوئی عصمت نہیں۔

قرار پورا کرے کا مطلب وہ عہد پورا کرے جو اہل کتاب سے یا ہرنبی کے واسطے سے ان کی امتوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی بابت لیا گیا ہے اور پرہیزگاری کرے یعنی اللہ تعالیٰ کے محارم سے بچے اور ان باتوں پر عمل کرے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ ایسے لوگ یقیناً مواخذہ الہی سے نہ صرف محفوظ

رہیں گے بلکہ محبوب باری تعالیٰ ہوں گے۔ مذکورہ افراد کے برعکس دوسرے لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے اور یہ دو طرح کے لوگ شامل ہیں ایک تو وہ جو عہد الہی اور اپنی

قسموں کو پس پشت ڈال کر تھوڑے سے دینی مفادات کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے دوسرے وہ لوگ ہیں جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتے ہیں یا کسی کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کا مال ہتھیانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے وہ اللہ سے دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

قسموں کو پس پشت ڈال کر تھوڑے سے دینی مفادات کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے دوسرے وہ لوگ ہیں جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتے ہیں یا کسی کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کا مال ہتھیانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے وہ اللہ سے دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

قسموں کو پس پشت ڈال کر تھوڑے سے دینی مفادات کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے دوسرے وہ لوگ ہیں جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتے ہیں یا کسی کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کا مال ہتھیانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے وہ اللہ سے دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

قسموں کو پس پشت ڈال کر تھوڑے سے دینی مفادات کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے دوسرے وہ لوگ ہیں جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتے ہیں یا کسی کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کا مال ہتھیانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے وہ اللہ سے دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

قسموں کو پس پشت ڈال کر تھوڑے سے دینی مفادات کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے دوسرے وہ لوگ ہیں جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتے ہیں یا کسی کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کا مال ہتھیانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے وہ اللہ سے دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

قسموں کو پس پشت ڈال کر تھوڑے سے دینی مفادات کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے دوسرے وہ لوگ ہیں جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتے ہیں یا کسی کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کا مال ہتھیانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے وہ اللہ سے دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

قسموں کو پس پشت ڈال کر تھوڑے سے دینی مفادات کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے دوسرے وہ لوگ ہیں جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچتے ہیں یا کسی کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کا مال ہتھیانے کے لئے جھوٹی قسم کھائے وہ اللہ سے دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

اس

حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا نیز فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ نہ کلام کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے

دردناک عذاب ہوگا ان میں ایک وہ شخص ہے جو جھوٹی قسم کے ذریعے سے اپنا سودا بیچتا ہے۔ متعدد احادیث میں یہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔ (ابن کثیر و فتح القدیر) یہ یہود کے ان لوگوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے کتاب الہی (تورات) میں نہ صرف بددیانتی و تبدیلی کی بلکہ دجرم بھی کئے ایک تو زبان کو مروڑ کر کتاب کے الفاظ پڑھتے

جس سے عوام کو خلاف واقعہ تاثر دینے میں وہ کامیاب رہتے دوسرا وہ اپنی خود ساختہ باتوں میں عند اللہ باور کراتے بد قسمتی امت محمدیہ کے مذہبی پیشواؤں میں بھی نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی (تم اپنے سے پہلی امتوں کی قدم بقدم پیروی کرو گے) کے مطابق بکثرت ایسے لوگ ہیں جو دنیوی اغراض یا جماعتی تعصب یا فقہی جمود کی وجہ

سے قرآن کریم کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتے ہیں پڑھتے قرآن کی آیت ہیں اور مسئلہ اپنا خود ساختہ بیان کرتے ہیں عوام سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے مسئلہ قرآن

سے بیان کیا ہے حالانکہ اس مسئلہ کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا یا پھر آیات میں معنوی تبدیلی و طمع سازی کے کام لیا جاتا ہے تاکہ باور یہی کرایا جائے کہ یہ من عند اللہ

ہے۔ یہ عیسائیوں کے ضمن میں کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنایا ہوا ہے حالانکہ وہ ایک انسان تھے جنہیں کتاب و حکمت اور نبوت سے سرفراز کیا گیا

تھا۔ ایسا کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بھاری اور بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہتا ہے کہ رب والے بن جاؤ ربّانی رب کی طرف منسوب ہے،

الف اور نون کا اضافہ مبالغہ کے لئے ہے۔ (فتح القدیر) یعنی کتاب اللہ کی تعلیم و تدریس کے نتیجے میں رب کی شناخت اور رب سے خصوصی ربط و تعلق قائم ہونا چاہیے، اسی طرح کتاب اللہ کا علم رکھنے والے کے لئے ضروری

ہے کہ وہ لوگوں کو بھی قرآن کی تعلیم دے۔ اس آیت سے واضح ہے کہ جب اللہ کے پیغمبروں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کا حکم دیں، تو کسی

اور کو یہ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ (ابن کثیر) یعنی نبیوں اور فرشتوں (یا کسی اور کو) رب والی صفات کا حامل باور کرنا یا کفر ہے۔ تمہارے مسلمان ہو جانے کے بعد ایک نبی یہ کام بھلا کس طرح کر سکتا ہے؟ کیونکہ نبی

کا کام تو ایمان کی دعوت دینا ہے جو اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کا نام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ اس بات سے ہے کہ ہم اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی

عبادت کریں یا کسی کو اس کا حکم دیں اللہ نے مجھے نہ اس لئے بھیجا ہے نہ اس کا حکم ہی دیا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر۔ بحوالہ سیرۃ ابن ہشام) یعنی ہر نبی سے یہ وعدہ لیا گیا کہ اس کی زندگی اور دور نبوت میں اگر دوسرا نبی آئے گا تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہوگا جب نبی کی موجودگی میں آنے والے نئے نبی پر خود اس نبی کو ایمان لانا ضروری ہے تو ان کی امتوں کے لئے تو اس نئے نبی پر ایمان لانا بطریق اولیٰ ضروری ہے بعض مفسرین نے اس کا یہی مفہوم

مراد لیا ہے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت تمام نبیوں سے عہد لیا گیا کہ اگر ان کے دور میں وہ آجائیں تو اپنی نبوت ختم کر کے ان پر ایمان لانا ہوگا لیکن یہ

واقعہ ہے پہلے معنی میں ہی یہ دوسرا مفہوم از خود آ جاتا ہے اس لئے الفاظ قرآن کے اعتبار سے پہلا مفہوم ہی زیادہ صحیح ہے اس مفہوم کے لحاظ سے بھی یہ بات واضح ہے کہ نبوت محمدی کے سراج منیر کے بعد کسی بھی نبی کا چراغ نہیں جل سکتا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تورات کے اوراق پڑھ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقین دستیاب ہیں۔

رہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہو کر آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کے پیچھے لگ جاؤ تو گمراہ ہو جاؤ گے۔" (مسند احمد بحوالہ ابن کثیر) بہر حال اب قیامت تک واجب الاتباع صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نجات انہی کی اطاعت میں منحصر ہے نہ کہ کسی امام کی اندھی تقلید یا کسی بزرگ کی بیعت میں۔ جب کسی پیغمبر کا سکھ اب نہیں چل سکتا تو کسی اور کی ذات غیر مشروط اطاعت کی مستحق کیوں کر ہو سکتی ہے؟ اصرار بمعنی عہد اور ذمہ ہے۔

سوال نمبر 3 سورہ آل عمران کے رکوع نمبر 9 کا سلیس ترجمہ و تشریح تحریر کریں۔

جواب۔

رکوع نمبر 9 کی اہمیت

رکوع نمبر 9 سورہ آل عمران کے ایک اہم خدوخال کو نمایاں کرتا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں، خاص طور پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی گواہی کو بیان کیا ہے۔ اس رکوع میں ایمان کے درخت کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ حق کو پہچاننے کے لیے کیا کیا روحانی عناصر درکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رکوع میں بندوں کی ہدایت کے لیے موجود حکمتوں بیان کرتا ہے اور ان کے دلوں میں ایمان کی قوت کو مضبوطی بخاتا ہے۔

آیت کا سلیس ترجمہ

رکوع نمبر 9 کی ابتدائی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے رب! تو ہمیں اپنے آپ سے کامیاب کر، اور ہمیں اپنے دین کو مضبوطی عطا فرما۔" یہ آیت ایک دعائیہ کلمات پر مشتمل ہے، جو کہ بندے کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنے کی علامت ہے۔ یہاں پر بندے کی طرف سے اللہ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے دعا مانگنے کو پیش کیا گیا ہے۔

یہ دعا اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے کے لیے بندے کو اللہ کی مدد و کار ہوتی ہے۔ کوئی بھی شخص جب اپنی ذات پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ خود کو کمزور محسوس کرتا ہے، لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک کر دعا کرتا ہے تو وہی دعا اس کی مضبوطی کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ اللہ پر توکل کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

اللہ کی حمایت کا یقین

آیت کی روشنی میں ہمیں یہ سمجھ آتا ہے کہ بندے کو اللہ کی حمایت اور مقدر پر اعتماد کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہر مشکل میں اپنی رحمت سے بندے کی مدد کرتا ہے۔ یہ یقین بندے کو امید دیتا ہے کہ اس کی مشکلات کا حل بس اللہ کی ہدایت میں ہے، اور وہ ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ رہتا ہے۔

ایمان کی ضرورت

اس رکوع میں ایمان کی بنیاد کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ ایمان کا تعلق صرف زبانی اعلان سے نہیں ہے، بلکہ اس کا اصل مطلب اللہ کی طرف حقیقی رجوع کرنا اور اپنی زندگی کو اس کی ہدایات کے مطابق ڈھالنا ہے۔ اللہ کی راہ میں کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ بعد از اپنی زندگی کے ہر پہلو میں ایمان کو اپنائے اور اس کے مطابق عمل کرے۔

صبر اور استقامت

اس آیت میں صبر اور استقامت کی ضرورت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ کامیابی کی راہ ہمیشہ آسان نہیں ہوتی، بلکہ مشکلات، آزمائش اور چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دعا سکھائی ہے، اس میں اس بات کی اہمیت ہے کہ اللہ سے صبر کی طلب کی جائے تاکہ بندہ اللہ کی راہ میں ثابت قدم رہے۔

ہدایت کی طلب

آیت کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ بندوں کو ہدایت کی طلب کرنی چاہیے۔ ہدایت صرف علم حاصل کرنے یا کسی چیز کا سمجھنے میں نہیں ہے، بلکہ یہ ایک روحانی سفر ہے، جو ہمیشہ اللہ سے طلب کرنے والا ہوتا ہے۔ دعا کرنے کے ذریعے بندہ خود کو اللہ کی ہدایات کے لیے کھولتا ہے، اور یہ ایک موقع ہے جب اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کا جواب دیتا ہے۔

اجتماعی دعا کی اہمیت

رکوع نمبر 9 میں دعا کی اجتماعی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے۔ اس آیت میں دعا کی طلب صرف ایک فرد کی نہیں بلکہ پوری جماعت کی ہوتی ہے۔ اجتماعی دعا دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر گری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام جی اے بی کام ، بی ایڈ، بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ڈی ایف اسٹائنس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے کیدی کے نمبرز پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقین دستیاب ہیں۔

کرنے سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور محبت کی فضا پیدا ہوتی ہے اور یہ ایک دوسرے کے لیے دعائیں کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔
دل کی طاقت

آیت کی ایک اور اہم مہنگائیہ ہے کہ دل کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کی رہنمائی کے بغیر دل کمزور ہو جاتا ہے، اور برائیوں کا شکار ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس آیت میں دعا کے ذریعہ دل کو مضبوط کرنے کی درخواست رکھی گئی ہے تاکہ بندہ ہر قسم کے فتنوں سے بچ سکے اور اللہ کی طرف اپنی توجہ قائم رکھ سکے۔

انفرادی اور اجتماعی ترقی

اوپر بیان کردہ آیات کا ایک اور مفہوم یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی ترقی کے لیے بھی دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ جب ایک فرد کی زندگی میں ایمان اور ہدایت کا نور موجود ہو تو وہ اپنی قوت کو دوسروں تک بھی منتقل کر سکتا ہے۔ یہ معاشرت میں ترقی اور بھلائی کا باعث بنتا ہے۔

روحانی زندگی کی مثال

اس آیت کی تشریح کرنے کے بعد ہمیں یہ سمجھ آتا ہے کہ ہماری روحانی زندگی کی تعمیر کے لیے دعا اور اللہ کی مدد کی طلب کرنی چاہیے۔ یہ اللہ کی رحمت سے ہی ممکن ہے، کہ وہ بندے کے دل میں ایمان کی روشنی بھردے، اور اسے صحیح راہ پر قائم رکھے۔

عملی اطلاق

صرف دعائیں مانگنا ہی کافی نہیں ہے۔ اس آیت کا عملی اطلاق بھی ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو اپنی زندگیوں میں شامل کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو اللہ کی رضا کے مطابق ادا کریں۔ جب ہم اپنے معاملات کو اللہ کے اصولوں کے تحت چلائیں گے تو ہماری دعاؤں کا اثر بھی بڑھ جائے گا۔

ماضی کی سبق آموز کہانیاں

اس رکوع کی وضاحت میں ہمیں قرآن کی دیگر آیات اور حقیقتوں کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔ اللہ نے چھٹی امتوں کو بھی اپنی ہدایتوں سے نوازا، اور ان کی مثالی زندگیوں میں کامیابی کے راستے دکھائے۔ یہ کامیابیاں صرف اللہ کی رضا کی طلب کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

آیت کی روشنی میں ہمیں یہ سمجھ آتا ہے کہ اللہ کی رحمت ہی ہمیں خوشی عطا کر سکتی ہے۔ زندگی کی مشکلات کے باوجود اگر ہم اللہ کے قریب رہتے ہیں تو ہمیں امید کی کرن ملتی ہے۔ یہ دعائیں بندے کے دل میں اللہ کی محبت پیدا کرتی ہیں، اور اس کے جذبے کو مضبوطی عطا کرتی ہیں۔

دعا کی قبولیت کا یقین

یہ آیت ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ دعا کے قبول ہونے کا یقین رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے، اور ان کے دل کی طلب کو جانتا ہے۔ یہ یقین ہمیں اپنی مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے حوصلہ دیتا ہے اور ہمیں اللہ کے قریب لے جاتا ہے۔

ہماری زندگیوں اور اللہ کی رضا

آیت کے آخری پہلو یہ ہے کہ ہماری زندگیوں میں اللہ کی رضا ہمیشہ طلب سے اہم ہونی چاہیے۔ ہمیں اپنی دعاؤں میں اللہ کی رضا کی طلب کرنی چاہیے اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔ یہی حقیقی کامیابی کا راستہ ہے اور اسی سے ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر سورہ آل عمران کا یہ رکوع ہمیں ایک محکم درس دیتا ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں ایمان کی قوت کو بڑھائیں، اللہ کی طرف رجوع کریں، اور اس کی مدد کی طلب کریں۔ یہ ہماری اجتماعی و انفرادی زندگیوں کے لیے ایک کامیابی کا زینہ ہے جس پر چل کر ہم اللہ کی رضا مندی حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں صحیح ہدایت عطا فرمائے اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

سوال نمبر 4۔ پارہ نمبر چار کے رکوع نمبر پانچ کا سلیس ترجمہ کریں نیز اس رکوع کی ابتدائی آیت کی روشنی میں سود کا مفہوم و حکم تحریر کریں۔
جواب۔

بہت اچھا، میں آپ کی مدد کروں گا۔ آپ کے سوال کے جواب کے لیے میں وارث سلیس انداز میں پارہ نمبر چار، رکوع نمبر پانچ کا ترجمہ پیش کرتا ہوں اور اس رکوع کی ابتدائی آیت کی روشنی میں سود کا مفہوم و حکم بیان کرتا ہوں۔

قرآن کی آیات میں سود کا مفہوم

سود کی اصطلاح کا ذکر قرآن مجید میں ایک اہم اور نازک موضوع ہے۔ رب العزت نے قرآن میں متعدد آیات میں سود کی حرمت کو بیان کیا ہے، اور خاص طور پر پارہ نمبر چار، رکوع نمبر پانچ کی ابتدائی آیت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ سود لینے اور دینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کو سخت عذاب کی وعید دی گئی ہے۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ سود معاشرتی انصاف کی بنیادوں کے خلاف ہے اور اس کے نتیجے میں غریب اور کمزور طبقے کا حق متاثر ہوتا ہے۔ سود کا معنی ہے اضافی آمدنی جو سرمایہ کاری پر حاصل کی جاتی ہے، خاص طور پر اس وقت جب رقم یا مال قرض پر دیا جاتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

اس طرز عمل کو ناپسندیدگی کا مظہر قرار دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، ایسا نظام معاشرتیہ کا حق تلفی کرتا ہے، جہاں طاقتور افراد کمزور لوگوں کے حقوق کو نگل جاتے ہیں۔ اس کی سختی سے ممانعت کا مقصد انسانی معاشرت کو عدل، انصاف اور خیر خواہی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ آیت کے مضمون کی بنیاد پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ سود لینے والے کو عذاب میں مبتلا ہونے کی خبر دی گئی ہے، کیونکہ اس کا اصل مقصد فرد کی ترقی کی بجائے دوسروں کی بربادی ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور برکت کی ضمانت دی ہے، لیکن وہ پاکیزگی کے اصولوں کی بنا پر جو اللہ کی رضامندی کے سامنے آتے ہیں۔

اللہ کا نظام معیشت اور عدل

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے ایک مکمل نظام معیشت فراہم کیا ہے، جس میں تجارت، شراکت اور تعاون کو اہمیت دی گئی ہے۔ سود کا نظام اس کے متضاد ہے کیونکہ یہ ایک طرف فائدے کا باعث بنتا ہے جبکہ خدا کی رضا مال میں برکت کا ذریعہ ہے۔ سورۃ البقرہ کی ایک آیت میں اللہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کی صورت ایسی ہوتی ہے جیسے وہ فیصلہ کن حالت میں رہیں جو اپنی عقل اور جسم کی عافیت کو کھو بیٹھی ہو۔ اس قسم کا نظام اقتصادی متوازن نہیں ہوتا۔ معاشرے میں inequality یعنی عدم توازن پیدا کرتا ہے، جس سے غربت اور بے روزگاری جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اگر ایک فرد یا جماعت کی اپنی دولت میں بڑھوتری ہوتی ہے، جبکہ دوسروں کی معیشت دن بدن کمزور ہوتی ہے تو یہ ایک خطرناک حالت ہے جسے روکا جانا ضروری ہے۔ اسلامی فلسفہ اور تعلیمات کا مقصد انسانی ارتقاء اور ترقی کی راہ متعین کرنا ہے، جس کے نتیجے میں ایک خوشحال اور متوازن معاشرت وجود میں آتا ہے۔

اقتصادی تعاون کی اہمیت

اسلام میں اقتصادی تعاون کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن اور حدیث دونوں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی مدد کریں، نہ کہ ایک دوسرے کا استحصال کریں۔ اس زمین پر ہمارے نظام معیشت کا بھرم اسی تعاون سے ہے۔ جہاں لوگ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں، وہاں دولت کی گردش بہتر ہوتی ہے۔ قرض حسن کا تصور اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ جب ایک شخص اپنے برادر کے حق میں بغیر کسی فائدے کے قرض دیتا ہے تو یہ نہ صرف افراد کے درمیان محبت اور دوستانہ روابط کو فروغ دیتا ہے بلکہ ان کا اثر اجتماعی طور پر پورے معاشرت پر بھی پڑتا ہے۔ لوگوں کے درمیان محبت اور رحم کا معاملہ پھر ایک دوسرے کے لیے باہمی تعاون کا باعث بنتا ہے جس کے نتیجے میں چھوٹے اور متوسط درجے کے لوگ بھی کامیاب ہو پاتے ہیں۔

قرآن کے اصول اور انسانی زندگی

قرآن مجید میں سود کی ممانعت کے پیچھے انسانی زندگی کا تصور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تفکر اور تفہیم کی صلاحیت عطا کی ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے فیصلے عقل و دانش کی بنیاد پر کر سکے۔ جب ایک فرد سود کا نظام اپناتا ہے تو وہ اس بات کو نظر انداز کرتا ہے کہ اس کے اعمال نہ صرف اس کی بلکہ سماجی اور معاشرتی پسماندگی کا بھی باعث بن سکتے ہیں۔ جب ہم معاشرت میں عدل قائم کرنے کی بات کرتے ہیں تو یہ بات بھی اہم ہے کہ ہمیں نفع اور نقصان دونوں کا اندازہ ہونا چاہیے۔ اللہ کی باتوں کی روشنی میں ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مالی معاملات میں انصاف اور رحم کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ سودی قرض نہ صرف فرد کی مالی حالت متاثر کرتے ہیں بلکہ یہ اس کے کردار، اخلاقیات اور روحانی حالت پر بھی اثر ڈالتے ہیں، جو کہ کبھی بھی مثبت نہیں ہو سکتے۔

آخر میں

سود کی حرمت کا معاملہ صرف ایک اقتصادی مسئلہ تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ایک روحانی اور اخلاقی طلب بھی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، اللہ کے راستے میں دی جانے والی خیرات اور تعاون ہی حقیقی خوشحالی کا راستہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس بات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ عدل و انصاف کے ساتھ پیش آئیں۔ ہم آپس میں تعاون کریں اور ایک مضبوط معاشرت کی بنیادیں رکھیں جہاں ہر کسی کا حق محفوظ ہو۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں ان تعلیمات کو اپنائیں اور سود کے راستے سے دور رہیں تاکہ اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال ہو اور ہم سب ایک خوشحال معاشرت کی طرف بڑھیں۔ اسلامی اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے ہم اپنے معاشرے کو بہتر بنا سکتے ہیں اور اس کا اثر ہماری زندگیوں پر بھی واضح ہوگا۔ سرچشمہ؟ خیر و برکت، اللہ کی رضا کو پانا ہی اصل کامیابی ہے۔

سوال نمبر 5۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۱ تا ۱۲۳ کی روشنی میں غزوہ احد کے واقعات تفصیل کے ساتھ تحریر کریں۔ (20)

جواب۔

جو لوگ مال میں جو اللہ نے اپنے فضل سے اُن کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اُس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ اُن کیلئے بُرا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر اُن کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے۔ ۱۸۰۔

اللہ نے ان لوگوں کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم امیر ہیں، یہ جو کہتے ہیں ہم اُس کو لکھ لیں گے اور پیغمبروں کو جو یہ ناحق قتل کرتے رہے ہیں اُس کو بھی (قائم بند کر رکھیں گے) اور (قیامت کے روز) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو۔ ۱۸۱۔ یہ اُن کاموں کی سزا ہے جو تم ہمارے ہاتھ آگے بھیجتے رہے ہیں اور اللہ تو بندوں پر مطلق ظلم نہیں کرتا۔ ۱۸۲۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم بھیجا ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیازی لے کر نہ آئے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

جس کو آگ آ کر کھا جائے تب تک ہم اُس پر ایمان نہ لائیں گے (اے پیغمبر! ان سے) کہہ دو کہ مجھ سے پہلے کئی پیغمبر تمہارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے اور وہ (معجزہ) بھی لائے جو تم کہتے ہو تو اگر سچے ہو تو تم نے اُن کو قتل کیوں کیا؟ ۱۸۳۔ پھر اگر یہ لوگ تم کو سچا نہ سمجھیں تو تم سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آچکے ہیں اور لوگوں نے اُن کو بھی سچا نہیں سمجھا۔ ۱۸۴۔ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، تو جو شخص آتش جہنم سے دُور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔ ۱۸۵۔

سورۃ آل عمران آیت نمبر 180 تا 185 کی تشریح: جس طرح خوشحالی اور مہلت دینا کفار کے حق میں مقبولیت کی دلیل نہیں، اسی طرح اگر مخلص مسلمانوں کو مصائب اور ناخوشگوار حوادث پیش آئیں (جیسے جنگ احد میں آئے) یہ اس کی دلیل نہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک مفضوب ہیں، بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس گول مول حالت پر چھوڑنا نہیں چاہتا جس پر اب تک رہے ہیں۔ یعنی بہت سے کافراں نے نفاق کلمہ پڑھ کر دھوکہ دینے کیلئے ان میں ملے جلے رہتے تھے جن کے ظاہر حال پر منافق کا لفظ کہنا مشکل تھا۔

ابتداءً سورۃ کا بڑا حصہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے متعلق تھا درمیان میں خاص مناسبات وجوہ کی بنا پر غزوہ احد کی تفصیلات آگئیں۔ انھیں بقدر کفایت تمام کر کے یہاں سے پھر اہل کتاب کی شائع بیان کی جاتی ہیں، چونکہ ان میں سے یہود کا معاملہ بہت مضرت رساں اور تکلیف دہ تھا، منافقین بھی ان ہی کے تھے۔ یہود و منافقین جیسے جہاد کے موقع سے بھاگتے ہیں۔ مال خرچ کرنے سے بھی جی چراتے ہیں لیکن جس طرح جہاد سے بچ کر دنیا میں چند روز کی مہلت حاصل کر لینا ان کے حق میں کچھ بہتر نہیں جو شخص بخل و حرص وغیرہ ذیل خصلتوں میں یہود و منافقین کی روش اختیار کرے گا، اسے بھی اپنے درجہ کے موافق اسی طرح کی سزا کا منتظر ہونا چاہیے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مانعین ذکوۃ کا مال سخت زہریلا اثر دے گی صورت میں متمثل کر کے ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

یعنی آخر تم مر جاؤ گے اور سب مال اسی کا ہے گا جس کا حقیقت میں پہلے سے تھا۔ انسان اپنے اختیار سے دے تو ثواب پائے۔ یعنی بخل یا سخاوت جو کچھ کرو گے اور جیسی نیت کرو گے اللہ تعالیٰ سب کی خبر رکھتا ہے اسی کے موافق بدلہ دے گا۔ مگر یہود اپنی کورپشن اور خبث باطن سے احسان ماننے کی بجائے ان لفظوں کی ہنسی اڑانے لگے اور اللہ تعالیٰ کی جانب رفیع میں مسخر اپن کرنے سے باز نہ رہے، اس کو فرمایا کہ اللہ نے تمہاری باتیں سن لیں۔ اس پر جو کاروائی ہوگی اس کے منتظر رہو۔

یعنی عام ضابطہ کے موافق یہ ملعون اور ناپاک اقوال تمہارے دفتر سیات میں درج کرائے دیتے ہیں۔ جہاں تمہاری قوم کے دوسرے ملعون اور ناپاک افعال درج ہیں مثلاً معصوم نبیوں کا ناحق خون بہانا اور کلمہ جس طرح نالائق جملہ ایک نمونہ ہے تمہاری اللہ تعالیٰ شناسی کا وہ نالائق کام نمونہ ہے۔ تمہاری تعظیم انبیاء کا جب یہ پوری مثل پیش ہوگی اس وقت کہا جائے گا کہ وہ اپنی شرارتوں کا مزہ چکھو۔ اور جس طرح تم نے طعن و تمسخر سے اولیاء اللہ کے دل جلائے تھے، اب عذاب الہی کی بھٹی میں جلتے رہو۔

بعض رسولوں سے یہ معجزہ ظاہر ہوا تھا کہ قربانی یا کوئی چیز اللہ نام کی نیازی تو آسمان سے آگ آ کر اس کو کھا گئی۔ یہ علامت تھی اس کے قبول ہونے کی، چنانچہ موجودہ "بائبل" میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق ایسا واقعہ مذکور ہے۔ اب یہود یہاں پہنچتے تھے کہ ہم کو یہ حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ دیکھیں اس پر یقین نہ لائیں اور یہ محض جھوٹے بہانے تھے اس قسم کا کوئی حکم ان کی کتابوں میں موجود نہ تھا۔ نہ آج موجود ہے اور نہ اور ایک نبی کی نسبت یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ اس کو یہ معجزہ ملا تھا۔ ہر پیغمبر کو حق تعالیٰ نے اوقات و احوال کے مناسبہ جزات دیئے ہیں۔ لازم نہیں کہ ہر نبی ایک ہی معجزہ دکھلائے تو سچا ثابت ہو۔

یعنی اگر واقعی اپنے دعوے میں سچے ہو اور اسی خاص معجزہ کے دکھلانے پر تمہارا ایمان لانا موقوف ہے تو پہلے ایسے نبیوں کو تم نے کیوں قتل کیا جو اپنی صداقت کی کھلی نشانیاں کیساتھ خاص یہ معجزہ بھی لیکر آئے تھے تمہارے اسلاف کا یہ فعل جس پر تم بھی آج تک راضی ہو، کیا اس کی دلیل نہیں کہ یہ سب تمہاری حیلہ سازی اور ہٹ دھرمی ہے کہ کوئی پیغمبر جب تک خاص یہ ہی معجزہ نہ دکھلائے گا۔ ہم غما میں گے۔